

— سَوَاحِج —

حضرت مولانا عبدالقادر ایوبوی

(ذریعہ مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی)

حضرت مولانا عبدالقادر ایوبوی رحمۃ اللہ علیہ اس عہدِ آخر میں اولیاءِ کمالین کا نمونہ تھے، ان کے فیضِ صحبت و تربیت و اصلاح و ارشاد سے ہندستان و پاکستان کے لاکھوں مسلمانوں کو فائدہ پہنچا۔

بین سو ستیس صفحے کی اس کتاب میں حضرت مولانا رائے پوری کی سیرت اور شخصیت، ان کے نمایاں صفات، ان کا اندازِ تربیت، توازن و جامعیت، تعلق و خلوص و محبت، ہر چیز زعمہ و متحرک بن کر سامنے آگئی ہے۔

قیمت مجلد - علاوہ محصول لٹاک پانچ روپے

ملنے

مکتبہ انصاریہ، ۳۷ گوئن روڈ، لکھنؤ

— پاکستانی خریدار —

حسبِ قیاس پرچہ روپے آٹھ (6/50) کتاب کے حساب سال فرا کر ڈاک خانہ کی پہلی رسید ہم کو بھیجیں، کتاب دستیاری ارسال کر دی جائیگی

— پاکستانی خریدار کے لئے پتہ —

سید محمد ناصر صاحب، ۱۵ - کلیٹن روڈ، آمل کالونی، کراچی ۵

سید محمد ثانی حسینی ایڈیٹر، پرنٹر، برادر اللہ اور سید عزیز الرحمن، لکھنؤ

درِ رضوان من اللہ اکبر
 اور اللہ کی رضا مندی سے بڑی چیز

رضوان

لکھنؤ

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

اکتوبر

دفتر ماہنامہ "رضوان" لکھنؤ

اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

سید یہ سلام

☆ از: محمد ثانی حسنی

یہ سلام "تعمیر حیات" کے پہلے شمارہ میں چھپا تھا، بعد میں اس میں اضافہ کر کے جیسی سائز کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ جس کا پہلا بند یہ ہے:-

۳۶۵۶ جلد
۵۹۲۶۵

مسلمان خواتین کا دینی ترجمان

ایڈیٹر: محمد ثانی حسینی

معاون: امۃ السنیہ



(۸) جلد اکتوبر ۱۹۶۲ء مطبوعہ جمادی الخ ۱۳۸۲ھ (۱۰) نمبر

چند سلاٹ

ہندستان میں... تین روپے } ممالک غیر ہوائی ڈاک... اشلنگ
پاکستان میں... تین روپے ۵۰ پیسے } ممالک غیر بحری ڈاک... ۶ شلنگ

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ

ادارہ نشر و اشاعت اسلامیات متصل خیر المدارس ملتان (پاکستان)

(۱) - از تاریخ تک پرچہ نہ ملے تو خریداری نمبر کے حوالہ سے مطلع فرمائیے

(۲) - پاکستانی حضرات زر کے علاوہ جملہ خط و کتابت مع نمبر خریداری پتہ ذیل سے کریں

بذریعہ دفتر پتہ:

مکتبہ اسلام، گولڈ روڈ، لکھنؤ

اس شمارہ میں

نمبر	مضمون نگار	عنوان	پہلی
۳	مدیر	خدا کے نام سے!	(۱)
۵	حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب، نازوقی	قرآن کے آئینے میں	(۲)
۷	امۃ الشریعہ	حدیث کی روشنی میں	(۳)
۹	جلیب احمد حامی ناروی	تھام لے دامن ... (نعت)	(۴)
۱۰	رئیسہ سلطانہ	توحید	(۵)
۱۵	محمد صالح	غیبت	(۶)
۱۹	رفیقہ بانو	عورتوں کے حقوق	(۷)
۲۱	محمد ارشد اعظمی	طائف کا واقعہ	(۸)
۲۳	سین - جیم	نگہداشت و پرداخت	(۹)
۲۶	(ترجمہ)	دعائیں سنانے کی سروس	(۱۰)
۲۸	عذرا مسروری	تمنا (نظم)	(۱۱)
۲۹	(انتخاب)	نئی تہذیب کے ثمرات	(۱۲)
۳۳	داعفہ خلیل	بیماروں کے حقوق	(۱۳)
۳۶	ع - رخ جو پوری	توکل کیا ہے؟	(۱۴)
۳۸	خیر النساء صاحبہ بہتر	ذائقہ	(۱۵)



خدا کے نام سے!

گزشتہ اشاعت میں ایک واقعہ کے تحت اولاد کی اصلاح کی سب سے بڑی ذمہ داری ماں باپ پر ڈالی گئی تھی اور اولاد کے سدھار اور بگاڑ کا ذمہ دار والدین کو قرار دیا گیا تھا کہ اگر ماں باپ کے دل ایمان کی روشنی سے منور ہیں تو اولاد نہیں بگاڑ سکتی، اس پر ایک محترم نے توجہ دلائی کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں بن سکتا، کتنے ایسے ماں باپ ہیں جو ایمان کی روشنی سے اپنے دل معمور کئے ہیں اور دینی حیثیت سے بہت اونچا درجہ رکھتے ہیں، ساتھ ساتھ وہ اپنی اولاد کو بنانے اور راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہیں مگر ان کی کوششیں رائیگاں جاتی ہیں اولاد بجائے سدھرنے کے بگاڑتی جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں ان محترم نے کئی عملی مثالیں دیں جو واقعتاً صحیح ہیں اور وہ واقعات خود ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے علم میں ہیں۔ اگر ہمارے گزشتہ ادارہ سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ والدین ہی سو فیصدی ذمہ دار ہیں تو اس غلط فہمی کو ہم دور کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اولاد پر سب سے پہلے والدین کے اثرات پڑتے ہیں اور والدین کی تعلیم و تربیت ان کے حرکات و سکنات کا اثر بچوں کے دل و دماغ پر نقش ہوتا ہے لیکن بچوں کو جب ہوش آتا ہے اور وہ گھر کی چار دیواری سے باہر نکلتے ہیں تو ماحول اور سوسائٹی ان کے بناؤ اور بگاڑ کا اہم رول ادا کرنے لگتی ہے، جن نیک ماں باپ کی اولاد بگاڑ جاتی ہے اگر آپ غور و فکر سے کام لیں تو آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ اس میں ماحول

صحبت اور سوسائٹی کا بڑا دھنسل ہوگا۔ اگر بچہ بڑی صحبت میں بڑ گیا، آوارہ گرد اور خراب ساتھیوں سے واسطہ پڑا تو وہ کیسے ان سے غیر متاثر رہ سکے گا۔ اس میں ان کے ماں باپ کا تصور نہیں، تصور ان ماں باپ کا ہے جو اولاد کو بڑی راہ پر لگتا دیکھتے ہیں اور خاموش رہتے ہیں اور ان کے سدھار کی کوئی فکر نہیں کرتے بلکہ اولاد کی اس بڑی حالت پر وہ غصے سے رہتے ہیں۔

اب آپ ہی خیال کیجئے ایک باپ اپنے لڑکے کو کلمہ نماز کی تلقین نہ کرے، سچی اور اچھی بات نہ بتائے، بڑی صحبت میں جانے سے نہ روکے، تو وہ کیسے ایمان و یقین والا کہلائے گا، لیکن جو ماں باپ خود دین کا درد رکھتے ہیں اپنی اولاد کو حسی الوسع نیک بنانے کی کوشش کرتے ہیں، پھر اگر اولاد بڑی صحبت اور خراب ماحول کی وجہ سے گمراہ پر نہیں لگتی تو والدین کی ذمہ دہری نہیں یعنی انھوں نے اپنا فرض ادا کر دیا اور وہ اللہ کی رضا اور ثواب کے مستحق ہیں جو ان کا کام ہے وہ پورا کرتے ہیں، ہدایت اور ضلالت خدا کے ہاتھ ہے۔

ہمارے کئے کا مقصد یہ ہے کہ ماں باپ پر تعلیم و تربیت کے سلسلے میں خود کو قائم بنا لیں، عائد ہوتی ہیں وہ اپنے حسی المقدور پوری کریں اور کوشش کریں کہ اولاد بڑی صحبت سے بچے اور نیک خاندان میں پیدا ہوں اسکے بعد بھی اگر اولاد بگڑتی ہے تو ان کے ذمہ داریوں سے یقیناً عمدہ برآہیں اور وہ اجر و ثواب کے مستحق ہیں بلکہ ایسے والدین ایک لحاظ سے دُہرے اجر کے مستحق ہیں، ایک اپنی جیسی کوشش کا اجر دے گا اور اولاد کے نہ سدھرنے سے تکلیف پر صبر اور گڑھن کا اجر دے گا۔

قرآن کے آئینے میں

☆ حضرت لانا عبد الشکور فاروقی لکھنؤی

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّت قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ
الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ أُولَٰئِكَ

هُم الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ
ترجمہ :- مومن وہی لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈرجیں

اور جب ان کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جائیں تو وہ آیتیں ان کا ایمان بڑھادیں اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہوں یعنی وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لئے مرتبے ہیں ان کے پروردگار کے پاس اور بخشش

اور عزت کی روزی ہے۔

ف :- اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی تین علامتیں بیان فرمائی ہیں۔ اول یہ کہ ذکر الہی سن کر دل میں ان کے خوف پیدا ہو، دوسرے یہ کہ آیات الہی سن کر ان کے نور ایمان میں ترقی ہو جائے، جس طرح شعل پر روغن ڈالنے سے روشنی بڑھ جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہوں اور اس کے بعد ان تینوں صفتوں کا انحصار نماز قائم کرنے

واللہ تزکوة ریتے دالوں میں کر دیا جو اور آخر میں یہ بھی تصریح کر دی کہ پتھے مومن یہی ہیں۔

تحقیق :- اس آیت میں پتھے مومن کی لفظ نے اس اختلاف کا فیصلہ کر دیا جو تارک صلوٰۃ کے کفر میں ائمہ مجتہدین سے منقول ہے معلوم ہوا کہ جس نے تارک صلوٰۃ کو کافر کہا اس نے ایمان کامل کی نفی کی ہے۔ علامہ ابن قسیم حنبلی نے اپنے رسالہ کتاب الصلوٰۃ میں اس کی خوب تحقیق کی ہے کہ کفر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک کفر جھوٹا۔ دوسرے کفر عملی۔ بے نمازی کو جوں کا کفر کہا ہے اس نے کفر عملی مراد لیا ہے۔

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ إِخْرَاجًا يُؤْتِيهِمُ اللَّهُ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالَى يُرَآعُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا (سورہ نسا)

ترجمہ :- یہ تحقیق سناق فریب دیتے ہیں اللہ کو اور اللہ ان کو دھوکا دے رہا ہے اور یہ لوگ جب کھڑے ہوتے ہیں نماز کے لئے تو سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو دکھانا چاہتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

نت :- معلوم ہوا کہ نماز میں سستی کرنا اور نماز میں دل نہ لگانا منافقوں کا شیوہ ہے۔

حدیث کی روشنی میں

☆: ————— آیت اللہ تسنیم

محنت و مزدوری کی فضیلت :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لکڑی کا ایک بوجھ اپنی پیٹھ پر لا دلائے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور وہ دیں یا نہ دیں۔ (بخاری)

بڑے بڑے پیچیر اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت داؤد اپنے ہاتھ سے کام کر کے کھاتے تھے (بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے (مسلم)

حضرت مقدم بن معدی کرب سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کسی نے اس سے بہتر کھانا کبھی نہیں کھایا کہ آدمی اپنے ہاتھ کی محنت کا کھائے۔۔۔ رشک اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کام کر کے کھاتے تھے (بخاری)

رشک کا موقع :-

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

فرمایا رشک کا موقع دو ہی چیزوں میں ہے ایسے آدمی پر رشک آسکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اللہ کی راہ میں لٹائے اور ایسے آدمی پر جس کو اللہ تعالیٰ حکمت دے تو وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے اور سکھائے۔ (بخاری و مسلم، آدمی کا اپنا مال :-)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال پسند نہ لو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ سب کو اپنا مال محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا آدمی کا اپنا مال وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا اور اس کے وارث کا مال ہے جو پیچھے رکھا۔ (بخاری) کچھ چور کا ٹکڑا بھی آگ سے بچا سکتا ہے :-

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگ سے بچو، کچھ نہیں تو ایک کچھ چور کا ٹکڑا ہی دے کر۔ (بخاری و مسلم) خرچ کرنے سے مال میں برکت :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صبح کو دو فرشتے اترتے ہیں، ایک کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کر تو اولوں کو نعم البدل عطا فرما دوسرا کہتا ہے اے اللہ بخیل کو تباہ اور برباد کر دے۔ م حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے آدم کے بیٹے خرچ کر، تجھ پر بھی خرچ کیا جائے گا۔

(بخاری و مسلم)

تھام لے دامن رسول اللہ کا

☆ جلیب احمد حامی ناروی

راز داں ہو جا دل آگاہ کا تھام لے دامن رسول اللہ کا
دے مسادات اخوت کا سبق فرق مٹ جائیگا گداؤ شاہ کا
موت یا کثرت سے ڈر سکتا نہیں تو سپاہی ہے اگر اللہ کا
کیوں جھجکتا ہو سنا پیغام حق رہنا تو ہے خدا کی راہ کا
امن ہو یا جنگ آگے ہو ضرور تو ہے ہیرو بزم اور جنگاہ کا
دے جو اپنا سر بنے سردار وہ ہے یہی سودا خدا کی راہ کا
فرض و سنت پر ہے تیرا عمل ہے اگر پسر رسول اللہ کا

شمع حق کوئی بجھ سکتا نہیں

کوئی مومن کو مست سکتا نہیں

توحید

☆ از شبلیہ سلطانیہ

اسلام وہ دین ہے جسے اللہ نے پسند فرمایا ہے۔ اسلام میں دخل ہونے سے پہلے زبردست قدرت کے مالک اور دنیا اور اس میں جو کچھ ہے ان کے پیدا کرنے والے اور تمام نظام کائنات چلانے والے کے واحد ہونے کا اقرار اور صرف اسی کی فرمانبرداری کرنے کا عہد کرنا پڑتا ہے اور وہ عہد اس کلمے کو زبان سے پڑھنے اور دل سے اقرار کرنے پر ہوتا ہے۔ اس کلمہ کا نام کلمہ طیبہ ہے جو یہ ہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

ترجمہ :- نہیں ہو کوئی معبود سوائے اللہ کے محمد اللہ کے رسول ہیں

کلمہ کے معنی ہیں بات کے اور طیبہ کے معنی ہیں پاکیزہ کے۔ یعنی یہ وہ بات ہے جو انسان کو تمام گندگیوں اور ناپاکیوں اور خباثتوں سے پاک کر دینے والی ہے۔

انسان کی فطرت ہے کہ جب تک اسے کسی بات کی سچائی کا پورا پورا یقین نہ ہو جائے۔ تب تک وہ کسی بات کو آزادانہ طور پر تسلیم کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے تیار و آمادہ نہیں ہوتا۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مومن نے کن دلائل کی بنا پر خدا کو وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ مان لیا۔ اس کی سب سے پہلی اور ٹھوس دلیل ہے اللہ کی کتاب یعنی "قرآن مجید" جس میں مکمل اور اعلیٰ درجہ پر توحید کی تعلیم دی گئی ہے۔ صرف قرآن پاک ہی ایک ایسی

کتاب ہے جو خالص توحید کی تعلیم دیتی ہے۔ اللہ نے اپنے پیارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی خاص کتاب قرآن مجید نازل فرمائی اور اس میں صاف صاف خالص اور سچی توحید کی تعلیم دی۔ تمام قرآن پاک اول سے آخر تک توحید کی تعلیم سے بھرا ہے۔ چند آیتیں یہ ہیں :-

پہلی آیت :- وَاللَّهُمَّ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

(سورہ بقرہ - ع ۱۶۶)

ترجمہ :- تمہارا معبود ایک ہے۔ نہیں ہو کوئی معبود مگر وہ مہربان نہایت رحم والا ہے۔

دوسری آیت :- شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ

قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (سورہ آل عمران ع ۱۸)

ترجمہ :- خدا تعالیٰ گواہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور اہل علم

بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ انصاف قائم رکھنے والا ہے۔ نہیں ہے

کوئی معبود مگر وہ غالب حکمت والا ہے۔

تیسری آیت :- قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ترجمہ :- کہئے اللہ ایک ہے۔

اسی طرح بے شمار آیتیں خدا کی توحید کی تعلیم دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ اگر

ہم دنیا پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ دنیا میں جتنی چیزیں نظر آتی ہیں وہ اپنے آپ

نہیں بن گئیں بلکہ ان کا بنانے والا ضرور ہے، درختوں کا اگانا، غلہ اگانا انسان کا

پیدا کرنا، اس کو مارنے، چلانے والا۔ پانی برسانے والا، غرض کہ تمام کائنات

نظام کو چلانے والا کوئی تو ضرور ہے۔

اگر یہ نہ ہوتا تو جس کا دل چاہتا اپنی زندگی کے لئے جو چاہتا فیصلہ کر لیتا۔

جس کا دل چاہتا اپنے آپ کو خوبصورت سے خوبصورت سانچے میں ڈھال لیتا۔

مر جانا، یا مرتا ہی نہیں۔ غرض کہ ہر کام وہ اپنی مرضی کے مطابق کر لیتا۔ وہ تقدیر کے ہاتھوں مجبور و بے بس نہ ہوتا۔ کوئی تو ہے جو ان تمام کاموں پر قادر ہے اور اس کے سامنے دنیا کی ہر چیز یہاں تک کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس کے سامنے عاجز و بے بس ہے۔

اب پھر ایک سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ ان تمام اختیارات میں کون کون شریک ہے؟ کتنے حاکم ہیں جنہیں یہ تمام اختیارات بننے ہوئے ہیں۔ فرض کیجئے اگر چار پانچ خدا ہوتے یا اس سے کم یا زیادہ تو ان میں آپس میں ہمیشہ چٹماک ہوتی رہتی۔ ہر ایک خدا اپنی سلطنت و اختیارات کو وسیع کرنا چاہتا۔ ہر ایک کا نظام حکومت مختلف ہوتا اور ہر ایک خدا کے جانشین ہوتے رہتے اور نظام حکومت تبدیل ہوتا رہتا۔ اس بنا پر ان میں ضرور مخالفت اور جنگ جمل ہوتا نتیجے میں نظام کائنات درہم برہم ہو کر رہ جاتا، ان تمام باتوں سے پتہ چلا کہ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ ان تمام طاقتوں کی مالک، ان تمام کاموں کی مختار صرت ایک ذات ہے اور وہ ہے اللہ کی پاک ذات جو دنیا کی تمام چیزوں کے بلند و برتر اور زبردست ہے۔ اس بات کو کھول کر بیان کیا جائے تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا۔ اس لئے پھر کلمے پر واپس آتی ہوں کہ ہم نے کلمہ پڑھ کر یہ اقرار کر لیا کہ اے خدا تیری ذات واحد ہے اور تو تمام طاقتوں کا مالک ہے۔ کوئی چیز تیرے اختیار سے باہر نہیں ہے تو ہی عبادت کے لائق ہے۔ ہم تیرے عاجز و ناتواں بندے ہیں۔ آج سے ہم تیرے حکموں پر چلنے اور فرمانبرداری کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ اب ذرا اپنے اوپر ظاہر و باطن نظر ڈالئے تو پتہ چلے گا کہ

ہماری آج کی زندگی اللہ کے حکموں کے بالکل خلاف گزر رہی ہے۔ ہمارے قول و فعل میں زمین و آسمان کا سا تغیر پایا جاتا ہے۔ ہمارے عہد اور عمل میں یکسانیت ہرگز نہیں۔ ہم اپنے گھر کی زندگی میں، اپنے لین دین، اپنی معاش کی فراہمی میں اپنی میراثوں کی تقسیم میں، اپنی سیاسی تحریکوں میں، اپنی تعلیم میں، اپنے تمام دنیوی معاملات میں خدا اور اسکی شریعت کو بھول کر کہیں اپنے نفس کے حکم کی کہیں اپنی برادری کے رواج، اور کہیں اپنی سوسائٹی کے طور و طریق کی اور کہیں خدا سے پھرے ہوئے حکمرانوں کے قوانین کی پیروی کرتے ہیں۔ ایک طرف تو خدا کو

بار بار یقین دلاتے ہیں کہ ہم تیرے ناجیز بندے ہیں اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں، تیرے ہی حکموں پر چلتے ہیں اور دوسری طرف اس کے برعکس نفس کے غلام ہیں۔ کھلم کھلا اپنے دل کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ کوئی شخص بھی جو بینائی رکھتا ہو اس کو ہرگز کلمے والی زندگی نہیں کہے گا۔ ہماری زندگی ہرگز اسلامی زندگی نہیں جس کے ہم نام لیوا ہیں۔

در اصل ہم سے اچھے اور بڑے اعمال کرانے والی چیز "دل" ہے۔ اگر یہ درست ہے تو یقین جائیے ہمارے جسم کے تمام اعضاء درست ہیں اور اگر اس میں فساد پڑ گیا تو ہمارے جسم کے تمام اعضاء بگڑ گئے۔ اس کے بارے میں خود سرور کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

حدیث :- اِنَّ فِي الْقَلْبِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَتْ جَسَدُ كُلِّهٖ
وَ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَتْ جَسَدُ كُلِّهٖ اِلَّا وَهِيَ الْقَلْبُ۔

ترجمہ :- بیشک بیچ دل کے ایک ٹوٹھا ہے۔ جب وہ درست ہوتا ہے

تو تمام جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑتا ہے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے۔ خردار بیشک وہ "دل" ہے۔

اس لئے سب سے پہلے دل کو سنبھالنے کی ضرورت ہے جو تمام اعمال کی جڑ ہے۔ بس اب میں ختم کرتی ہوں مضمون کو طویل کرنا نہیں چاہتی۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو کلمے والی زندگی اور نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

ہندستان بھر میں اپنی نوعیت کا منفرد و مقبول عام جریدہ

راہ عمل

— جسمیں —

جگت اندرت اور جذب و کشش ہے

سالانہ قیمت پچھروپے صرت ، فی پرچہ ۲۰ تیس نئے پیسے

نمونہ کے لئے ۳۰ نئے پیسے کے ٹکٹ ضروری ہیں

سالانہ خریداروں کو خصوصی نمبر جو جلد شائع ہونے والا ہے مفت

میجر پنڈرہ روزہ "راہ عمل" محلہ کشن گنج دہلی

غیبت

☆ — محمد صالح (بریلی)

وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُمُ بَعْضًا أَيُّبْتُ أَحَدَكُمْ أَنْ يَأْكُلَ
لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ، وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ
تَوَّابٌ رَحِيمٌ ۝

یعنی "تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی پٹھ پٹھے برائی نہ کرے کیا وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔ یہ تو کوئی پسند نہیں کرے گا۔ تو پھر اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ تو بہ قبول کرنے والا ہے۔"

دیکھیے کسی کی غیبت کرنا کتنا بڑا گناہ ہے کہ جیسے اپنے مردہ مسلمان بھائی کا گوشت کھانا۔ اب آپ کو غیبت کی قباحت کا اندازہ ہو گیا ہو گا۔ اس معاملہ میں ۹۵ فیصدی لوگ گرفتار ہیں جہاں دو چار شخص مل کر بیٹھے اور لگے برائی بھلائی کرنے۔ یہ عادت خاص کر عورتوں میں کثرت سے پائی جاتی ہے جس کا آپ کو خود تجربہ ہو گا۔ غیبت سے بچنے کے لئے پہلے اس کی تعریف جاننا ضروری ہے، پھر اس کا علاج معلوم کرنا۔ چنانچہ میں آج حدیث کی روشنی میں یہی بات بتانا چاہتا ہوں۔ غیبت کہتے کسے ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے معلوم کیا کہ کیا تم جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے؟ سب نے نفی میں جواب دیا تو آپ ہی نے فرمایا دیکھو غیبت اس کو کہتے ہیں

کہ تم اپنے بھائی کی ان باتوں کو اس کے پیچھے بیان کرو جن کا بیان تمہارے بھائی کو ناگوار ہو۔ اس پر لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو باتیں اس کی ہم نے دوسروں سے کہی ہیں وہ درحقیقت بھائی کے اندر پائی جاتی ہوں تب بھی کیا غیبت ہوگی؟ فرمایا اگر وہ بات جو تم نے کہی اس کے اندر موجود ہو تب ہی تو غیبت ہے ورنہ جو تم

کہتے ہو وہ چیز اس میں نہ ہو تو یہ بہتان ہے (جو غیبت کے بھی برائے) (مسلم)
کسی کا اصل حال بھی اس کے پیچھے کہیں تو بھی گناہ میں شامل ہوتا ہے جس کے بارے میں ایک اور واقعہ پیش کرتا ہوں۔ حدیث شریف میں ہے کہ:-

ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا کہ وہ ٹھگنی اور زانی ہیں۔ آپ نے اسپر فرما دیا کہ اگر تمہاری اس بات کو سندر میں ملا دیا جائے تو سندر کا پانی اسکی بدبو سے گندا ہو جائے۔

دیکھا آپ نے، حضرت عائشہؓ کی بات آپ کو اس قدر بری لگی۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے عرض کیا میں نے تو ان کا اصل حال بیان کیا تھا اس میں کیا بُرائی ہوگی؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ میں ایسی بات ہرگز پسند نہیں کرتا۔ خواہ مجھ کو اس کے بدلے بڑی سے بڑی چیز کیوں نہ مل جائے۔

ایک بار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ سب لوگ روزہ رکھیں اور یہ بھی حکم دیا کہ جب تک افطار کرنے کی اجازت میں نہ دوں کوئی صاحب روزہ افطار نہ کریں۔ حضورؐ کے ارشاد پر لوگوں نے روزہ رکھا اور جب افطار کا وقت ہوا تو لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور ہر ایک عرض کرنا کہ حضورؐ میں نے روزہ رکھا تھا۔ افطار کی اجازت مرحمت فرمادیں، آپ اجازت دیتے گئے، ایک شخص نے عرض کیا کہ ظاہر

دو عورتوں نے بھی روزہ رکھا ہے انہیں بھی افطار کی اجازت دیدیجئے۔ یہ سن کر آپ نے اس شخص کی جانب سے منہ مبارک پھیر لیا۔ اس نے دوبارہ عرض کیا۔ اپنے پھر منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر تیسری بار عرض کیا۔ آپ نے جواب دیا ان دونوں کا روزہ نہیں ہے۔

جو شخص دن بھر لوگوں کا گوشت کھائے اس کا روزہ کیسے ہوگا یعنی غیبت کرتی رہی تھیں وہ دونوں۔ تم ان سے جا کر کہہ دو کہ اگر تمہارا روزہ ہے تو تھے کہ لو۔ چنانچہ ان دونوں عورتوں سے کہا گیا۔ حکم کے مطابق ان دونوں نے تھے کرنی تو ہر ایک کے منہ سے جا ہوا خون نکلا

یہ تمام واقعہ حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر یہ جا ہوا خون ان کے پیٹوں میں رہ جاتا تو انہیں دوزخ کھا جاتی۔ اس واقعہ کے بعد ان عورتوں نے غیبت کے سچے دل سے توبہ کی۔

چغلی خوری اور غیبت | غیبت بیان کرنے والا، سننے والا، اس کو نقل کرنے والا، اور چغلی کھانے والا سب گناہ گار ہیں بخاری اور مسلم شریفین کی روایت میں ہے

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ چغلی خور جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ بہت سے لوگ بیچارے غیبت پر ہیز تو کرتے ہیں اور نفرت بھی کرتے

ہیں اور کبھی کسی کی چغلی نہیں کھاتے مگر ذرا سی بد احتیاطی سے وہ بھی چغلی خوری کے حکم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح غیبت کرتے نہیں لیکن دوسروں کی غیبت سنتے ہیں اور اس کو کچھ کہتے نہیں ہیں، اس بد احتیاطی کے عوام و خواص سب ہی شکار ہورہے ہیں ویر

یہ ہے کہ بندوں کا خون ان کے دل میں اللہ کے خون پر غالب آچکا ہے۔ نحوذبا اللہ تعالیٰ۔ غیبت کے پھینکنے کے دو نسخے | جب آپ کے سامنے کوئی شخص غیبت کرنے لگے تب آپ کو

کیا کرنا چاہیئے تاکہ اس عذاب سے آپ بچ سکیں۔ میرے ذہن میں اس نحوس بلا سے بچنے کی

دو آسان صورتیں آئی ہیں۔ اگر انھیں باتوں کو عمل میں لایا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ غیبت کی ناپاک عادت سے بخوبی بچا جاسکتا ہے۔ اول تو یہ بات کہ غیبت کرنے والے کو اپنے سامنے فوراً روک دے اور کہہ دے کہ کبھی غیبت کرنا برا ہے اور زانیہ بننا بھی ایسا ہی ہے انا کہ تمہارا بیان درست ہے لیکن مجھ کو سنا کر خدا کے لئے گناہگار مت بنائے بلکہ بہتر ہے کہ آپ بھی اس سے توبہ کر لیں ورنہ جو کہنا ہے اُس کے سامنے کہئے گا۔

دوسرے آپ کے سامنے جب غیبت کی جائے تو اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی جا رہی ہے اس کی طرف سے غیبت کرنے والے کی باتوں کا کٹاؤ رد کر دو۔ اور اس قسم کا اظہار کر دو کہ یہ شخص تم کو اس کا موافق تصور کر لے نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ خود شرمندہ ہو کر لاجواب ہو جائے گا اور پھر کبھی آپ کے سامنے ایسی جرات نہیں کر سکتا ہے۔ ہر غیبت کرنے والے شخص کے ساتھ آپ ایسا معاملہ رکھئے جس کی غیبت کی جائے وہ خواہ آپ کا دشمن اور حریف ہو اور ان باتوں کو آپ تسلیم بھی کر سکتے ہوں تب بھی اس کے سامنے اپنے حریف و مخالف کی موافقت کا اظہار فرمائے، ایسا کرنے سے آپ کو کبھی پھر کبھی غیبت کرنے کی ہمت نہیں ہوگی کیونکہ خوف ہے گا کہ کوئی مجھ کو ٹوک نہ دے اور نہ دوسرے کو آپ کے سامنے ایسا کرنے کی ہمت پڑے گی۔

نماز کا شوق پیدا کرنے کے لئے
بہترین کتاب

نماز

اس کتاب میں نظم کے ذریعہ نماز کی حقیقت بتائی گئی ہے۔ کتابت و طباعت عمدہ قیمت انی سیکڑہ چھ روپے ۲۵ پیسے، ڈاک کا خرچ خریدار کے ذمہ پتہ:- حافظ محمد علی، سید حافظ دھما پوری، حبیروہ منڈی، دھما پور، سببسنور

رفیعیہ بانو (مالی گاؤں)

عورتوں کے حقوق

مذہب اسلام نے عورتوں کے حقوق کی جتنی حفاظت کی ہے دنیا اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتی۔ تاجدارِ مدینہ حبیبِ خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کہ میں عورتوں کو جو درجہ سوسائٹی میں حاصل تھا اسکو لکھتے ہوئے بھی تسلیم لڑتا ہے۔ بے چاریوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ عورتوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی تھیں۔ اگر کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو اس بیچاری بیوہ سے زندہ رہنے کا حق چھین لیا جاتا تھا اس کو ایک جانور سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا اور کچھ اسی قسم کی رسمیں ہمارے ملک ہندستان میں بھی الٹی تھیں۔ شوہر کے مرتے ہی عورت کو بھی زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ اس رسم کو "ستی" کہتے تھے۔ عورت کے ان تمام مظالم کو یکا یک تسلیم موقوف کرنے اور مردوں کے پولیو پہلو بٹھانے اور عورتوں کو ان کے جائز حقوق دلانے کے لئے اگر کسی ہستی نے قدم اٹھا تو وہ مقدس ہستی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کہ فاران سے ہدایت خداوندی کا روشن چراغ بن کر نمودار ہوئے۔ اس مقدس ہستی نے عورتوں کے حقوق کی جتنی حفاظت کی ہے دنیا کا کوئی مذہب، کوئی قانون، کوئی تہذیب، کوئی تمدن پیش نہیں کر سکتا۔

عورت چھپانے کے قابل ہے کیونکہ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان غمخیزوں کو اس کی طرف رغبت دلاتا ہے لیکن آج کے موجودہ زمانے میں مغربی تہذیب کی اندھی

تقلید نے ہمارے ذہنوں کو بالکل مفلوج کر دیا ہے۔ زمانہ بدل گیا ہے۔ ہمارے
دل، ہمارے طور و طریق بدل گئے ہیں۔ دنیا وہی ہے۔ ہم وہی ہیں لیکن ضمیر
مردہ ہو چکے ہیں۔ مخلوط تقلید کا دور دورہ ہے، عریانیت اپنے شباب پر ہو
اور ہماری نسوانیت منہ پھپھاتی پھر رہی ہے۔ بلوسات ایسے ہو گئے ہیں کہ
شناخت کرنا مشکل ہے کہ آیا لڑکا ہے یا لڑکی، آج اکثر عورتیں یہ بالکل
فراہوش کر چکی ہیں کہ آقائے نامدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے حقوق کے
لئے، ان کی عفت و عصمت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے اور ہمیں وہ مقام عطا
کیا جو ہمارے شایان شان تھا۔ ہم ہمیں محبوب خدا کی ان قربانیوں اور ان
احسانوں کو بالکل بھول چکی ہیں ہم نے ان کی محبت کو بھلا دیا ہے۔ ہم سرسرا
آپ کے احکام کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ لیکن ہمیں ذرہ برابر بھی احساس
نہیں ہوتا۔ ہمیں دنیا کے دھندوں سے اور فیشن پرستی سے اتنی بھی مہلت
نہیں ملتی کہ ہم یہ سوچنے کی تکلیف گوارا کریں۔ ہم جس راہ پر چل رہے ہیں وہ
راستہ کون سا ہے؟ ہماری منزل کون سی ہے؟ اور اس کے بعد ہمارا
مقام کیا ہے؟ ہمارے فرائض اور ہمارے حقوق کیا ہیں؟ کہ جس کی حفاظت
خود شاہ دو جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔
کاش ہماری مائیں اور بہنیں یہ سمجھنے کی کوشش کریں اور عمل کریں۔

کہ آپ کے ذمہ رضوان کا چندہ باقی ہے تو براہ کرم اسے بھیج کر ادارہ کو
باددہانی کی زحمت سے بیکار فرما کر شکر یہ کا موقع دیجئے۔ نیچر

طائف کا واقعہ

☆: محمد ارشد اعظمی

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا دسواں سال ہے شوال کا مہینہ ہے ہر طرف
ضلالت و گمراہی کی گھٹا چھائی ہوئی ہے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اہل
ضلالت کو ہدایت پر لانے کی بے پایاں جدوجہد کر رہے ہیں۔ شہر طائف (جو
مکہ سے تیس چالیس میل کے فاصلہ پر ایک سرسبز و شاداب شہر آباد ہے) کی طرف
تبلیغ اسلام کی غرض سے روانہ ہوتے ہیں۔ آپ کے رفیق سفر حضرت زید بن حارثہ
ہیں جو آپ ہی کے غلام با وفا ہیں وہاں پہنچنے کے بعد رہبر اعظم ہادی اکبر صلی اللہ
علیہ وسلم امر اور رؤسا و سرداران قوم کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں
اور تبلیغ ہدایت میں مصروف ہو جاتے ہیں مگر ان میں سے کسی کو توفیق نہیں ہوتی
ہے بلکہ سب آپ کے دشمن ہو جاتے ہیں اور وہاں کے غنڈوں اور باشوں کو غلام
دیتے ہیں کہ سردار کائنات کو تکلیف پہنچائیں اور ایذا رسانی میں کوئی گرتھانہ رکھیں
چنانچہ پسنگدل آپ کے درپے آزار ہو جاتے ہیں اور جدا طر پر سنگ باری شروع
کر دیتے ہیں، آپ کے رفیق سفر جس طرف پتھر آتا دیکھتے اس طرف اپنی پشت کر دیتے
تاکہ رحمۃ للعالمین کو چوٹ نہ لگے مگر ایک اکیلا شخص کہاں تک حفاظت کر سکتا ہے
لہذا حضرت زید بن حارثہ خود زخمی ہو ہی گئے اس سے زیادہ چوٹ سرکارِ دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کو آئی اور آپ کے پیر مبارک ہو لہما ان ہو گئے مگر ان سنگدلوں نے

اس میں کمی نہ کی بلکہ تکلیف دیتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ آپ کے گھٹنوں سے خون بہنے

لگے۔ اسی کو حقیقتاً جان دھری نے بڑے موثر انداز میں بیان کیا ہے۔

بڑھے انبوه در انبوه پتھر لے کے دیوانے لگے سینہ پتھروں کا رحمت عالم یہ برسانے

وہ ابر لطف جس کے سایہ کو گلشن ترستے تھے یہاں طائف میں اسکے جسم پہ پتھر برستے تھے

وہ بازو جو غریبوں کو سہارا دیتے رہتے تھے پیارے آنوالے پتھروں کی چوٹ سمیت تھے

وہ سینہ جس کے اندر نور حق مستور رہتا تھا وہی اب شق ہو جاتا تھا اس خون بہتا تھا

فرشتے جن پہ آکر جبین شوق رکھتے تھے وہ پائے نازنین زخموں کی لذت آج چکھتے تھے

آہ یہ وقت آپڑا ہے کہ اس ذات کو تکلیف پہنچانی جا رہی ہے جو کہ ساری

دنیا کا ہادی و رہبر ہے۔ اس ذات کی ایذا رسانی کی سعی بے پایاں کی جا رہی ہے

جو کہ اللہ کا محبوب و مقبول بندہ ہے اس مہستی پر سنگ باری کی جا رہی ہے جو کہ

میتوں کا والی اضعیفوں کا ملجا، غلاموں اور بیواؤں کا ماویٰ ہے وہ عظیم المرتبت تعالیٰ

کہ اگر ذرا لب کو جنبش ہو جائے تو ان کی بدستوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اگر ایک اشارہ

کر دے تو اس قوم کا نام و نشان صفحہ مہستی سے مٹ جائے اس جسد اطہر کو سنگ باری کا

تختہ مشق بنایا جا رہا ہے جو کہ اگر درگاہ خداوندی میں بددعا کر دے تو اس جماعت

کے پڑنے آڑ جائیں اور ان کے حکومت کا تختہ الٹ جائے مگر نہیں نہیں، کیوں؟

شان رحمتہ للعالمین مانع ہو رہی ہے۔ محبت و شفقت گوارا نہیں کر رہی ہے بلکہ

زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل رہے ہیں کہ اے اللہ یہ نادان و بے سمجھ ہیں، نہیں

جاننے ہیں تو ان کو ہدایت عطا فرما، اسی کو حقیقتاً جان دھری بڑے دل نشین انداز

میں فرماتے ہیں۔

و عا مانگی الہی قوم کو چشم بصیرت سے

الہی جسم کر ان پر انھیں نور ہدایت سے

بہالت ہی نے رکھا ہر وقت اے خلائق ان کو

بیچارے بے خبر انجان میں کرنے معاف ان کو

فراخی ہمتوں کو روشنی سے ان کے سینوں کو

کنارے پر لگا دے ڈوبنے والے سفینوں کو

الہی فضل کر گسار طائف کے کینوں پر

الہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

ہم مسلمان مردوں اور عورتوں کو اس واقعہ سے سبق لینا چاہیے کہ اگر اللہ کے راستہ میں مشقت

شدت کے کیسے ہی پے در پے حلے ہوئے ہوں مگر ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے اور صبر و استقامت کا کام

لینا چاہیے، منجانب اللہ اگر مسلسل بلائیں نازل ہو رہی ہوں تو استقلال و مضبوطی سے نچے رہنا

چاہیے، ہمارا رب کیسے مہربانہ اور حکیمانہ انداز میں مشقتوں اور تکالیف پر صبر کا حکم فرماتا ہے۔

”اے اے ایمان والو صبر کرو اور آپس میں صبر کی نمائش کرو اور ربط و تعلق پیدا کرو اور

اللہ سے ڈرو شاید کہ تم لوگ فلاح پا جاؤ (پ ۴۷)

اس آیت کریمہ میں اللہ جل جلالہ نے صبر و باہم ربط اور خوف خدا پر فلاح کو مرتب

کیا ہے۔ لہذا اے مسلمان مرد و عورتو مکر بستہ ہو جاؤ اور صبر و استقامت کے پیر جادو

اور دلوں میں خوف خدا پیدا کرو۔ انشا اللہ اس کا اجر و ثواب آخرت میں ملے گا ہم سب

لوگوں کو دعا کرنا چاہیے وَمَا ذَلِكْ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا

بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ .

دُعائیں سُنانے کی سرس

ایک مادی ملاک میں روحانیت کا دخل

تقریباً ایک سال قبل برطانیہ میں ٹیلی فون پر دعائیں سُنانے کی سرس شروع ہوئی تھی صرف ایک ٹیلی فون کال کی قیمت ادا کر کے، پریشانی حال حاجت مند لوگ دعائیں کر سکیں اور راحت پا سکتے ہیں۔ اس مقصد سے تین ریکارڈ اور ٹیلی فون کی لائٹیں استعمال کی گئی تھیں۔

مقامی پارٹیوں کی ایک جماعت باری باری دعائیں سُنانے کی خدمت انجام دیتی تھی۔

کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ چیز کامیاب رہے گی مگر اس کے نکتہ چینیوں کا کہنا تھا کہ کوئی بھی اس سرس کو استعمال نہ کرے گا اعداد کی کوئی طلب بھی نہیں ہے نیز دعا وغیرہ کا زمانہ گزر چکا۔

مگر موجودہ سال ہی کے آغاز سے برطانیہ کے دوسرے ٹیلی فون پر دعاؤں کی سرس شہر ڈنڈی میں شروع ہوئی، پہلے تین دنوں میں اٹھارہ سو لوگوں نے فون کئے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا فرسودہ اور دور از کار نہیں ہے بلکہ بیسویں صدی کے دوسرے نصف دور میں یہ اور زمانوں کی نسبت زیادہ ضروری ہوئی ہے۔

مصیبت یہ ہے کہ بہت لوگ دعا کرنے کے طریقے ہی سے بالکل ناواقف ہیں اس کے باوجود لوگ دعا کی ضرورت محسوس کرتے ہیں یہی سبب ہے کہ روزانہ ہزاروں لوگ دعائیں سُنانے کے لئے فون کرتے ہیں۔

اس سرس کو ہر طرح کے لوگ استعمال کرتے ہیں درجہ وغیرہ کا کوئی امتیاز نہیں نہ عمر ہی کی کوئی قید ہے۔ بہت سے کاروباری لوگوں نے اپنی یہ عادت بنالی ہے کہ روزانہ کے کام پر جانے سے قبل فون پر دعا سنتے ہیں۔ اس سے ان کو یہ تجربہ ہوا ہے کہ ان کو انتہائی خوش اخلاقی اور راست معاملگی میں مدد ملتی ہے۔

ہسپتال کے مریض اپنے مرض کے بارے میں تفکرات سے ٹھیکار پانے کے لئے ٹیلی فون کرتے ہیں یہاں تک کہ معمولی گھر چلانے والی عورتیں بھی روز فون کرتی ہیں کیونکہ اس سے ان کو روزانہ خانگی معاملات سے نپٹنے میں مدد ملتی ہے۔

معذرت

بعض مجبوروں کی وجہ سے کئی ماہ سے رضوان ایک ماہ تاخیر سے شائع ہو رہا ہے جس کا ہم کو خود افسوس ہے۔ وقت پر لانے کے لئے جدوجہد جاری ہے۔ قارئین رضوان کو مایوس نہ ہونا چاہئے۔ ان کے استفسار اور شکایتی خطوط کا دل پر گہرا اثر ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ عنقریب حالات پر قابو پاتے ہی رضوان اپنے وقت پر آپ کی خدمت میں پہنچ جایا کرے گا۔

نیچر "رضوان"

تمنا

☆: عذرا مسولوی

الہی مجھے تو مدینہ دکھائے خدا جس پہ عالم وہ طیبہ دکھائے
 تڑپتا ہے دل میرا حُبِ نبی میں خدایا محمدؐ کا جلوہ دکھائے
 جنہیں خونِ مطلق نہیں ہر خزاں کا تو ایسی بہاروں کی دنیا دکھائے
 جہاں پتھریں چھٹکیں ہدایت کی کلیاں وہی گلستاں اب خدایا دکھائے
 جہاں ضریفنگن ہیں محمدؐ کے جلوے وہی جو ہے جنت کا سچا دکھائے
 بقیع مبارک میں سو جاؤں جا کر مبارک مجھے وقت ایسا دکھائے
 مدینہ کی گلیوں میں کھو جاؤں جا کر اثر اب دعا میں تو ایسا دکھائے
 مجھے سبز گنبد کا سایہ عطا کر جو سب سے ہو پیارا وہ روضہ دکھائے

کرے پیش ہر دم سلاموں کا تحفہ

نثار اس پہ ہو کر کے عذرا دکھائے

نئی تہذیب کے ثمرات

سنگِ دل بیٹی!

لاہور کی خبر ہے کہ رخسانہ نے اپنے پچاس سالہ بوڑھے باپ خواجہ احمد سعید کو قتل کر ڈالا۔

جی ہاں بوڑھے باپ کو نوجوان بیٹی نے قتل کر ڈالا۔ اس بیٹی نے قتل کر ڈالا جسے باپ نے دکھ سکھ بھیل کر پالا تھا، جسے دل کا ٹکڑا اور آنکھوں کا نور سمجھا تھا جسکی بیماریوں میں خدا معلوم باپ نے کتنی راتیں جاگ کر آنکھوں میں کاٹ دیں، جسے اپنے خون پسینے کی گاڑھی کمانی سے پال پوس کر پر دان چڑھایا، جس کے مستقبل کو روشن بنانے کے لئے باپ نے اپنا اند و ختم صرف کیا، پڑھایا لکھایا تاکہ بیٹی تہذیب اور شائستہ بن کر ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن سکے، سماج کے لئے خیر و برکت، نیکی اور پرہیزگاری کی بنیاد بن سکے، میکے اور سسرال دونوں جگہوں میں محبت اور عزت حاصل کر سکے۔

قساوتِ تیلی کی انتہا

یہ تو ماں باپ کی تمنا تھی، لیکن ہوا کیا، جسے ماں نے خونِ جگر پلا پلا کر پالا تھا، جسے باپ کی محنت و شفقت نے زندگی کی رعنائی عطا کی تھی۔ اسی بیٹی نے ماں باپ کی تمناؤں کا خون کر دیا اور بوڑھے باپ کے حلقوم پر نوجوان بیٹی نے پھیری پھیر دی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

نوجوان بیٹی نے اس سنگدلی کا مظاہرہ کیوں کیا؟ کیا باپ نے جبر و ظلم کیا، اسکے ساتھ ہیمنیت اور حیوانیت کا سلوک کیا، اس کے سہاگ پر ڈاکہ ڈالا، اس کے جیون ساکتی کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔ اس باپ سے کیا اس بات کی توقع کی جاسکتی ہے؟ جس نے اپنی بیٹی کے مستقبل کو سنوارنے کے لئے اپنی پوری کوششیں صرف کر دیں، اپنا اگر قصور تھا تو وہ صرف یہ تھا کہ بڑھے باپ نے پوری کوشش کی کہ بیٹی غلط راہوں نہ چلے۔ وہ بیٹی جو خود دو بچیوں کی ماں ہے اسے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اسے کسی قیصر مصطفیٰ کے ساتھ نئے رومان کی بنیاد نہ رکھنی چاہیے، باپ کی اس خواہش کو عصر حاضر کی روشن خیالی بیٹی نے اپنی راہ میں سنگ گرا کر خالی کیا اور اتنا شدید رد عمل ہوا کہ نہ صرف باپ کی خواہش کو رد کیا بلکہ باپ کو بھی راستے سے ہٹا دیا۔ ماں کو بیہوش کر کے باپ کے گلے پر چھری پھیر دی، انتڑیاں نکال کر جلا دیا اور لاش الٹی لٹکا کر نذر آتش کر دی، لاش بے جان کے بچے کھچے حصوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے روٹی میں پینا اور دو کبکوں میں مقفل کر کے کام دیوتا کو خوش کر دیا۔

تدریم جاہلیت :-

ایک وہ زمانہ تھا کہ لوگ بچیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ کوئی ان شہقت کا ہاتھ رکھنے والا نہ تھا، کسی آنکھ میں ان کے لئے رحم کا آنسو نہ تھا، کسی دل میں ان کیلئے محبت و رافت کا جذبہ نہ تھا، یہ ظلم و ستم کی چکی میں پس رہی تھیں، نگاہ ہوس کے تیروں سے ان کا دل پھلنی ہو رہا تھا، نہ باپ کی جائداد میں ان کا حصہ تھا نہ شوہر کے مال میں کوئی حق تھا، بیکسی کا ایک عالم تھا، قیامت کا ایک سیلاب تھا جو آئے دن ان کے سروں پر سے گزر جاتا، لیکن کوئی زبان ان کے حق میں اُٹ کرنے والی نہیں تھی، گردش ایام کے

تھیویر سے انھیں مذہب اور نژاد بنا رہے تھے کہ اسلام کی گرجا دار آواز داتا اللہ اللہ سئلت یا ہی ذنب قتلت " نے سماج کو جھنجھوڑ دیا، نگاہوں پر حرص و ہوس کی پڑی ہوئی بیٹی اتر گئی اور محدث کو سماج میں اس کا اصلی مقام مل گیا۔ اب وہ بحیثیت بیٹی کے ماں باپ کی نگاہوں کا تار بن گئی بحیثیت بہن کے بھائی کی محبتوں کا مرکز قرار پائی۔ بحیثیت بیوی کے اسے نصیب بہتر کا مقام حاصل ہوا۔ اور ماں کے روپ میں اس کا مقام اتنا بلند ہو گیا کہ اس کے قدموں کے نیچے جنت کا سرخ ملا۔۔۔ اور اب زمانہ ایک اور پھلکا گیا۔ جدید جاہلیت :-

اسلام نے عورت کو سماج میں عزت و شرافت کے جس مقام پر فائز کیا تھا۔ جاہلیت اسے برداشت نہ کر سکی اور عورت کو پھر اس کے مقام سے گرانے کے لئے جال بنا۔ آزادی نسواں کا حسین لیل چپکایا اور تاک لگا کر گھول میں بیٹھ گئی۔ تاک اس جال میں پھنسا کر اسے پھرنے لگا، ہوس کا ہرن بنا دیا جائے، عصر حاضر کی عورت جاہلیت کے اس دام میں پھنس گئی اور اس نے رونق خاتہ بننے سے انکار کر دیا۔ اب یہ شمع محفل بننے کے لئے سرد نظر کی بازی لگا رہی ہے اسے یہ احساس تک نہیں ہے کہ کل قدیم جاہلیت اسے بچپن میں دفن کر دیتی تھی اور آج عالم شباب میں اسکی نسائیت کو دفن کر دینا چاہتی ہے۔ اسکے دل سے ماں باپ کی محبت و شفقت کی ہر نشانی کو مٹا کر اسے ہوس کی گود میں ڈال دینا چاہتی ہے تاکہ جیتے جی وہ اپنی نسائیت کی لاش کو اپنے کندھے پر ڈھونٹی پھرے۔ اس فریب کے پردے کو کون چاک کرے؟ :-

جاہلیت کے اس نئے روپ کو اجاگر کر کے اس کے پُر فریب پردے کو کون چاک کرے گا۔ نئی تہذیب کے علمبرداروں، اسکی توقع نہیں کی جاسکتی ہو کہ یہ پورا انھیں کا لگایا ہو اسے وہ اسے

سر سبز و شاداب دیکھنا چاہتے ہیں، انھیں یہ پسند نہیں ہے کہ عورت گھر میں بیٹی، بہن اور ماں کی ذمہ داریوں کو سنبھالے، اس کے مقابلہ میں وہ عورت کو ہمہ وقت اپنی نگاہوں کے سامنے دفتروں اور کارخانوں میں سڑکوں اور پارکوں میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس پر وہ کوچاک کرنے کی توقع اگر کی جاسکتی ہے تو صرف ان لوگوں سے کی جاسکتی ہے جو جاہلیت کو ہرگز میں پہچاننے کی صلاحیت رکھتے ہیں جنہیں بصارتِ ساتھ پروردگار نے بصیرت بھی عطا فرمادی۔ جن کے پاس آج بھی وحی الہی کی امانت محفوظ ہے جنہیں دنیا میں جی و صداقت کا عدل و اعتدال کا نشان بنا کر کھڑا کیا گیا۔ کاش یہ امت اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتی اور آیتوں کے طوفان سے پہلے ہی اسکی تباہیوں سے بچاؤ کا انتظام کر لیتی۔ خدا تجھ سے اگر یہ جہالت کے دن بتا لے ہو گئے تو ہر بیٹی کے اندر رخصانہ کی روح کو طول کرنے کا موقع ملے گا۔

حال اور ماضی :-

آج کا دور بیٹی کو باپ کا قاتل بنا رہا ہے۔ خواجہ سید احمد کی روح چیخ چیخ کر کہ رہی ہے کہ جدید تہذیب کے حسین پردوں میں الجھ کر نگاہیں خیر نہ ہونے پائیں اندر بھانک کر دیکھے پرف کے پیچھے حرص و ہوس کا پیکر کس طرح انسانی قدروں کا خون بہانے کے لئے انگریزی لے رہا ہو۔ یہی نظامِ روح اپنے بھائیوں سے کہہ رہی ہو کہ ایک گاہ حال سے ہٹا کر ماضی پر بھی ڈال لیجئے وہاں آپ کو اسلام کی گود میں بیٹی ہونی ایک بیٹی نظر آئے گی جس کے سر پر چنتی عورتوں کی سرداری کا روحانی تاج جگمگا بنا نظر آئے گا۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ بیٹی باپ کی غم گسار ہے، وہ باپ کی بیٹی سے اس بوجھ کو اتار رہی ہے جسے جاہلیت نے ڈال دیا تھا۔ اُحد میں وہ باپ کے اُن زخموں کی مرہم پٹی کرتے ہوئے نظر آئے گی جسے لات و پھل کے پجاروں نے پہنچایا تھا۔ سیدۃ النساء کی ہر سیرت مسلمان عورتوں کے لئے مثالی سیرت ہے۔ رخصانہ بھی مسلمان ہے۔ مسلمان باپ کی بیٹی ہے۔ مسلم سماج کی بددودہ ہے۔

(باقی ۲۵ پر)

بیماروں کے حقوق

☆: ————— وصف خلیل

خدا نے جن کو صحت و طاقت عطا فرمائی ہے ان پر بیمار آدمیوں کے حقوق ہیں، بیمار آدمی اپنی کمزوری و نقاہت اور معذوری کے سبب دوسروں کا محتاج ہوتا ہے اُسے بیمار انسانوں کی خبر گیری و خدمت اعانت، ان کی دیکھ بھال، دیکھنی اور عیادت ہر صحتمند آدمی کا اخلاقی فرض ہے اس کمزور و ضعیف طبقہ کی دیکھ بھال اور عیادت کا ہر مسلمان کو حکم ہے۔ اگر کوئی مسلمان کسی بیمار فرد یا بیماریت کی خدمت و سلوک میں وقت لگانا ہے اور اگر کوئی دیکھنی و اعانت کرتا ہے تو وہ خدا کی بڑی خوشنودی حاصل کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

”کوئی مسلمان کسی مسلمان کے غم کو ہلکا کرے گا خدا اس کے غم کو ہلکا کرے گا“

(ابوداؤد)

تکلیف کے گناہ معاف ہوتے ہیں :-

اور پھر خدا تعالیٰ نے ایسے بیمار انسانوں سے خود بہت سی پابندیاں

ہٹا دیں اور ان کی دیکھنی فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

مَا يَصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ يَصِبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا آذَى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشُّوْكَةِ يَفَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ

بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ (بخاری و مسلم)

ترجمہ :- کسی مسلمان کو کسی طرح کی تکلیف و اذیت، ہم دُغم اور شفقت ملتی ہے، یہاں تک کہ کوئی کائنات اس کو چُچھ جائے تو اس کے بدلے اللہ کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

عبادت :-

مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ بیمار انسانوں کی عبادت کریں، انکی و سجونی دعا سنت کریں۔ ان خدمت گزار مسلمانوں کو بشارت دی گئی۔ حضورؐ نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں (ان میں سے ایک) مریض کی عبادت ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے، قیامت میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ "اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو نے عبادت نہ کی، وہ کہے گا میں تیری عبادت کیسے کرتا۔ تو تو رب العالمین ہے۔" اللہ فرمائے گا کیا تو نہ جانتا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور تو نے عبادت نہ کی، اگر تو عبادت کرتا تو مجھ کو اس کے پاس ہی پاتا۔ (مسلم)

ان المسلم اذا عاد اخاه المسلم لم ينزل في خرفة الجنة

حتی يرجع قلبه یا رسول اللہ وما خرفة الجنة قال جناها وسلم،

ترجمہ :- جب کوئی مسلمان کسی مسلمان بھائی کی عبادت کرتا ہے تو اس وقت تک وہ جنت کے باغیچہ میں رہتا ہے جب تک عبادت کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ لوٹ آئے۔

جو مسلمان کسی مسلمان کی عبادت صبح کرتا ہے تو اس پر شام تک شتر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں اور جو کوئی شام کو عبادت کرتا ہے تو صبح تک شتر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں ایسے شخص کے لئے جنت کا باغیچہ ہے۔

مریض سے کیا کہئے :-

جب کوئی مریض کی عبادت کو جائے تو اس کے سامنے دعائیہ کلمہ کہے، زبان سے بھی بھلی بات کہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ حضور جب کسی کی عبادت فرماتے تو فرماتے لا باس طہور ان شاء اللہ۔

مریض کی دعا قبول ہوتی ہے :-

خدا مریض کی دعا قبول فرماتا ہے اس لئے حضور کا حکم ہے کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس سے اپنے لئے دعا کرو، اسکی دعا فرشتوں کی سیبئی عا ہوتی ہے۔ مریض کے پاس زیادہ نہ ٹھہرے مکن ہے مریض کو اس کے زیادہ قیام سے تکلیف ہو سنت بھی یہی ہے کہ عبادت کرے اور رخصت ہووے تاکہ مریض کو دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ مریض سے کم گفتگو اور اس کے پاس کم ٹھہرنا سنت ہے۔

نئی تہذیب کے ثمرات (ہفت روزہ صفحہ ۳۲)

لیکن اس کی نگاہوں سے خاتون جنت کا نقش پا اور جھل ہو گیا۔ آج وہ جدید تہذیب کی تارکیوں میں بھٹک رہی ہے اسکی حیران اور کھٹکی ہوئی نگاہوں کے سامنے جو ہدایت کے ان نقوش کو اجاگر کرے گا وہی عصر حاضر میں خواتین کو عز و شرف کے اس مقام پر فائز کر سکے گا جو ان کا اصلی مقام ہے۔ عہد حاضر اس مرد مومن کی تلاش میں ہے جو اپنے گفتار و کردار سے اس فریضہ کو انجام دے سکے۔

(بہ شکر یہ "دعوت" دہلی)

توکل ہے کیا؟

☆: ع - خ جونپور

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ اگلے زمانے میں ایک عابد نے خدا کے توکل کو اس طرح آزما یا کہ وہ شہر اور بستی سے نکل کر ایک غار میں جا کر بیٹھ گیا اور خدا پر توکل کیا کہ میری روزی یہیں پہنچ جائے گی جہاں اُسے بیٹھے بیٹھے پورا ایک ہفتہ گزر گیا اور کہیں سے کچھ نہیں آیا، جس سے اس عابد کی حالت مرنے کے قریب ہو گئی، ادھر تو یہ کیفیت ہے ادھر عرش معلیٰ سے نبی وقت کے نام وحی آئی کہ اس نبی اُس عابد سے جا کر کہہ دو کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی جب تک تو شہر اور بستی میں نہ جائے گا اور لوگوں میں مل جل کر نہ بیٹھے گا۔ اس وقت تک میں تجھے کبھی روزی عنایت نہ کروں گا، چنانچہ چونکہ خداوندی مشن کر وہ عابد شہر و بستی میں چلا آیا جس کے آتے ہی جگہ جگہ سے نعمتیں آنے لگیں، اس کے بعد ایک روز اس عابد کے دل میں یہ خطرہ آیا کہ میں جنگل میں چلا جاؤں، اسی وقت اسے الہام ہوا اے بندے تو یہ چاہتا ہے کہ اپنے زہد و توکل سے میری حکمت کو باطل کر دے، کیا تو نہیں جانتا کہ میں اپنے بندوں کی ضعف ایمانی کے سبب خاص اپنے دست قدر سے روزی دینا پسند نہیں کرتا ہوں بلکہ بندوں کو بندوں ہی ہاتھ سے دلوںاتا ہوں۔ اس کے بعد مولانا فرماتے ہیں اگر کوئی شخص شہر یا بستی میں اپنے گھر کا

دروازہ بند کر لے اور پھپھ کر بیٹھ جائے تو یہ اُس کے لئے حرام ہے اور جو دروازہ بند نہ کرے اور توکل کر کے بیٹھ رہے تو یہ اس کے لئے جائز ہے بشرطیکہ اُسکی نگاہ دروازے پر نہ لگی ہو اور اس کا یہ بھی خیال نہ ہو کہ اب کوئی آتا ہوگا اور کچھ لاتا ہوگا، پس توکل اس کا نام ہے کہ آدمی اس بات سے کنارہ نہ کرے اور ساتھ ہی اس کے اسباب کو روزی کا سبب نہ جانے بلکہ تمام روزی جو کچھ کہ اسے ملے اُسے سبب الاسباب کی طرف سے خیال کرے اور یہ سمجھے کہ تمام مخلوق اس کی دی ہوئی روزی کھاتی ہے۔

(بحوالہ موت کا منتظر)

اس پہ لاکھوں درود، اس پہ لاکھوں سلام	
<h2>ہدیہ سلام</h2>	
از: محمد ثانی حسنی	(جیبی سائز)
پاک نام آپ کالے یہ گدی بنان	وہ رسالتآب اور شہد دو جہاں
اک خیال گنجا اور آنسو واں	ہو مجال اسکی کیا اور جرات کہاں
سید ولد آدم وہ تیرا الانام	
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام	
کتابچہ میں ۲۸ بند ہیں ان کے پڑھنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت کے گہرے نقوش دل پر پڑتے ہیں۔ تاثرات خوبصورت دوز گار گنبد خضرا کی تصویر، قیمت فی کاپی ۱۵ پیسے اور دس روپیہ فی سیکڑہ ۱۵۰ پیسے	
ملنے	
مکتبہ اسلام، ۳۷، گورنمنٹ روڈ، لکھنؤ	

ذائقہ

از: ————— محترمہ سید النساء صاحبہ بہتر

کدو کا حلوا نہایت لذیذ :-

اول کدو گول یعنی ٹوکی کو پھیل کر جس کو پیٹھا کہتے ہیں کدو کش کر دیکھو اس کو پانی میں جوش دو۔ جب نرم ہو جائے خوب دبا دبا کر بچوڑو اور وزن کر لو۔ اگر ایک سیر ٹوکی لو، تو کھویا دوسیر تازہ، شکر دوسیر یا کم و بیش اپنی مرضی کے موافق لیکر شکر کو پانی میں گھول کر قوام بنا لو۔ اور تھوڑا تھوڑا کھویا اس میں ڈال کر کنگیر سے چلاؤ تاکہ مل جائے، پھر ٹوکی کو تھوڑا تھوڑا ڈال کر کنگیر سے چلاؤ تاکہ سب چیزیں ایک ہو جائیں اور کنگیر سے چلاتے ہوئے عمدہ اور تازہ گھی گائے کا۔ منتر بادام معشر پیس کر اور زعفران عرق کیوڑہ میں گھس کر ڈال دو اور جب دیکھو کہ اس کا قوام حلوا کے موافق ہے تو چولھے سے اتار کر طشت میں پھیلا دو، اور منتر بادام معشر کر کے ہوائیاں تراش کر پھر ایک دو، پھر ایک دوسرا طشت اوپر رکھ کر اونچے اوپر انگارے رکھ کر دم دے لو۔ اس کی قاشیں تراش کر رکھ لو۔

حلوا ماش :-

ماش کی دال آدھ سیر، شکر ڈھائی پاؤ، گھی آدھ سیر، ادراک آدھ پاؤ، پیلے دال کو بھگو کر صاف کر لو، ادراک پھیل کر بھگو دو اور ادراک کو دودھ میں ابال لو، پس کر گھی میں خوب بھونو، کچا بند باقی نہ ہے، پھر شکر ڈال کر اور کچھ دیر پلا کر ویسے ہی جمادو۔

ادراک کا حلوا :-

ادراک آدھ سیر، خشخاش ایک پاؤ، بادام آدھ پاؤ، پستہ آدھ پاؤ، زعفران تین ماش، شکر سوا سیر، دودھ ڈھائی سیر — ادراک پھیل کر، خشخاش صاف کر کے علیحدہ علیحدہ بھگو دو، رات بھر بھیکے، صبح کو صرف خشخاش پیس کر، بادام اور پستہ صاف کر کے باریک تراش لو اور نصف پیس لو، پھر ادراک کو دودھ میں ملا کر پکاؤ کچھ دیر کے بعد خشخاش بھی چھوڑ دو، جب خوب پاک جائے ادراک کا ڈھا ہوجائے تو برابر چلاتی رہو اور بیشتر سے بھی چلاتی رہو، یہ اچھلتا ضرور ہے مگر چلاتی رہو ورنہ لگ جائیگا جب سُرخی آنے لگے تو گھی چھوڑ دو اور بھونتی رہو یہاں تک کہ گھی چھوڑ دے اور خوب رنگ آجائے اور خوب دینے لگے تو شکر چھوڑ دو اور کچھ دیر تک بھونو کہ کچا نہ رہے، کچھ ہلکا سا قوام ہو جائے، پھر اتار کر زعفران کیوڑہ میں پیس کر اور کترا ہو بادام اور پستہ ملا کر برتن میں رکھ لو، نہایت لذیذ اور مزیدار ہو گا مگر کوئی کسر نہ رہے ورنہ پھیند لگ جائے گی۔ ریاح کے لئے یہ حلوا بہت مفید ہے۔

حسن معاشرت

از: ————— محترمہ سید النساء صاحبہ بہتر

مسلمان لڑکیوں اور عورتوں کے لئے مفید ترین کتاب حسین میکے سے لیکر سسرال تک میں کام آتی والی باتیں، حقوق و فرائض خانہ داری تربیت لاد کے متعلق تحریر اور ہدایت دہندہ ہیں، قیمت: ————— ۷۵ پیسے علاوہ محمولہ ڈاک

مکتبہ اسلام، ۳۷، گوئن روڈ، لکھنؤ